امن کس طرح قائم رہ سکتا ہے

محترمہ رضوانہ عثمان

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں سورہ بقرہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اے ایمان والو تم پر مقتولوں کا قصاص لینا فرض کیا گیا ہے آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام، عورت کے بدلے عورت، جس کسی کو اس کے بھائی کی طرف سے معافی دے دی جائے اسے بھلائی کے پیچھے لگنا چاہئے اور آسانی کے ساتھ دیت دینی چاہئے تمہارے رب کی طرف سے یہ تخفیف اور رحمت ہے اس کے بعد جو بھی سرکشی کرے اسے دردناک عذاب ہوگا۔ عقل مندو قصاص میں تمہارے لئے زندگی ہے۔ (اس کے باعث تم قتل ناحق سے رکو گے)

زمانہ جاہلیت میں یہود اور اہل عرب نے یہ دستور بنا رکھا تھا کہ شریف النفس لوگوں کے بدلے غلام رذیل کو اور عورت کے بدلے مرد کو ایک آزاد کے بدلے دو قصاص میں قتل کر دیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حکم دیا کہ اے ایمان والو ہم نے تم پر مقتولین میں برابری اور مساوات کو فرض کر دیا قصاص کے معنی لغت میں برابری اور مساوات کے ہیں تم نے جو یہ دستور نکالا ہے کہ شریف اور رذیل میں امتیاز کرتے ہو یہ لغو ہے جانیں سب کی برابر ہیں۔ غریب ہو یا امیر، شریف ہو یا رذیل، جوان ہو یا بوڑھا یا بچہ، تندرست ہو یا بیمار و قریب المرگ، صحیح الاعضاء ہو یا اندھا لنگڑا۔

یعنی حکم قصاص بظاہر اگرچہ بھاری معلوم ہوتا ہے لیکن عقل مند سمجھ سکتے ہیں کہ یہ حکم بڑی زندگانی کا سبب ہے کیونکہ قصاص کے خوف سے ہر کوئی کسی کو قتل کرنے سے رکے گا۔ تو دونوں کی جان محفوظ رہے گی۔ اور قصاص کے سبب قاتل اور مقتول کی جماعتیں بھی قتل سے محفوظ اور مطمئن رہیں گی۔ عرب میں ایسا ہوتا تھا کہ قاتل اور غیر قاتل کا لحاظ نہیں کرتے تھے جو ہاتھ آجاتا مقتول کے وارث اس کو قتل کر ڈالتے تھے اور فریقین میں اس کے باعث ایک خون کی وجہ سے ہزاروں جانیں ضائع ہونے کی نوبت آتی تھی جب خاص قاتل ہی سے قصاص لیا گیا تو یہ تمام جانیں بچ گئیں اور امن و امان پیدا ہو گیا۔

دنیا کے اوباش غنڈوں کو حکومتوں کے نرم نرم قوانین نے جس قدر آزادی اور ڈھیل دے رکھی ہے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ دنیا میں جرائم کی رفتار روز افزوں ہے اسلام نے مجرموں کیلئے مختلف سزائیں مختلف جرموں پر تجویز کی ہیں اور وہ اس درجہ موثر اور عبرت خیز ہیں کہ پھر کسی شخص کو ان جرائم کے ارتکاب کی ہمت ہی نہیں ہوتی آج بھی جن اسلامی ممالک میں حدود و قصاص اسلامی احکام کے مطابق جاری ہیں وہاں جرائم کی تعداد بہ نسبت دیگر ممالک کے بہت کم ہے اس دور میں جبکہ حکومت پبلک آراء کی غلام ہے پبلک کی فلاح و بہبود اور اس کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کیلئے اسلام کا تعزیری قانون ناگزیر ہے لہٰذا امن کو پیدا کرنے کا واحد ذریعہ اسلامی احکامات کی پابندی ہے اسلام نے ہر ممکن طریقے سے ارتکاب جرائم کے روکنے کی کوشش کی ہے جس کی پوری تفصیل قران و حدیث میں موجود ہے آج کل ہر جگہ امن و امان کی پکار ہے لیکن امن کے حاصل کرنے کیلئے وہ ذرائع استعمال نہیں کئے جاتے بلکہ مجرمین سے اغماض و تسامح چشم پوشی اور ناحق حمایت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے شر و فساد، قتل و غارت، بغاوت وغیرہ کے عجیب و غریب مناظر سامنے آرہے ہیں بغاوت سے روکنے کیلئے بھی اسلامی احکامات کی پابندی ضروری ہے جو لوگ امن کے اصولوں کی خلاف ورزی کریں اور باوجود افہام و تفہیم اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے بھی ارتکاب جرائم کے مرتکب ہو جائیں تو ان کیلئے وہی سزا تجویز کی جائے جو اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مقرر کی ہے:

"ان کی سزا جو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ سے لڑیں اور زمین میں فساد کرتے پھریں یہی ہے کہ وہ قتل کر دئے جائیں یا سولی پر چڑھا دیئے جائیں یا الٹے طور پر ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے یہ تو ہوئی ان کی دنیاوی ذلت و خواری اور آخرت میں ان کیلئے بہت بھاری عذاب ہے ہاں جو لوگ اس سے پہلے توبہ کریں کہ تم ان پر اختیار پالو تو یقین مانو اللہ بہت بخشش و رحمت والا ہے (المائدہ)

قبائل عکل و عرینہ کا ایک گروہ آنحضرت ﷺ کی

خدمت میں حاضر ہوکر اسلام لایا اور مدینہ میں قیام کیا یہاں کی آب و ہوا موافق نہ ہوئی تو اس نے آنخضرت سے اس کی شکایت کی تو آپ نے ان کو اونٹوں کی چراگاہ میں بھیج دیا کہ صحرا کی تازہ ہوا کھا کر اور اونٹوں کا تازہ دودھ پی کر قوت وتوانائی حاصل کریں لیکن ان لوگوں نے صحیح وتندرست ہونے کے بعد اسلام کو خیر باد کہا اور مرتد ہوگئے اور تمام چرواہے کو قتل کرڈالا اور سارے اونٹ اپنے ساتھ لیکر فرار ہوگئے تو نبی کریمؐ نے ان کو گرفتار کرکے سزادی (بخاری) جس سے امن وامان پیدا ہوگیا اور ڈکیتی ختم ہوگئی۔

قبیلہ بنی طے میں ڈاکوؤں کی ایک خاص جماعت قائم ہوگئی تھی جس نے امن کا شیرازہ بالکل درہم برہم کر دیا تھا اسلام جب عرب میں آیا تو عرب کی تمام قوتوں کا رخ اس کی طرف پھر گیا اس لئے اسلام اور داعی اسلام پر مالی، سیاسی، اخلاقی مختلف حیثیتوں سے نقض امن کا اثر بھی پڑا چنانچہ ایک مرتبہ مقام ذی قرد میں آنخضرتؐ کے اونٹوں کا جو گلہ چرا کرتا تھا اس پر قبیلہ غطفان نے دفعتاً ڈاکہ مارا اور تمام اونٹوں کو لوٹ لیا (بخاری) اس کی بھی سرکوبی کی گئی اور امن پیدا ہوگیا قتل خطا کی بھی مناسب سزا ہے کہ اگر کوئی کسی کو غلطی سے مارڈالے تو اس کے بدلے میں اس کو دیت دینی پڑے گی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

کسی مومن کو کسی مومن کا قتل کردینا زیبا نہیں اگر غلطی سے مارا گیا تو اور بات ہے جو شخص کسی مسلمان کو بلا قصد مارڈالے اس پر ایک مسلمان غلام کی گردن آزاد کرنا اور مقتول کے عزیزوں کو خون بہا پہنچانا۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ لوگ بطور صدقہ معاف کردیں اور اگر اس قوم سے ہے جو تمہاری دشمن ہے اور وہ مسلمان ہو تو صرف ایک مومن غلام کی گردآزاد کرنا لازم ہے اور اگر مقتول اس قوم سے ہے کہ تم میں اور ان میں عہد وپیمان ہے تو خبا لازم ہے جو اس کنبے والوں کو پہنچایا جائے اور ایک مسلمان غلام کی آزادگی پس جو نہ پائے اس کے ذمے دو مہینے کے لگاتار روزے ہیں اور اللہ بخوبی جاننے والا اور حکمت والا ہے (نساء)

اگر ہم اسلامی حدود وقیود کو مدنظر رکھ کر فیصلے کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ معاشرے میں امن وامان بحال نہ ہو۔

چور کی سزا:

چوری سے بڑی بدامنی پھیلتی ہے قتل وقتال کی نوبت آجاتی ہے اسلام نے اس کی روک تھام کی ہے کہ اگر چور کو شرعی سزادی جائے تو دوسرے لوگوں کو عبرت ہوجائے گی اور چوری سے باز رہیں گے جس سے امن پیدا ہوجائے گا۔ چور کی سزا یہی ہے کہ جس ہاتھ سے اس نے چرایا ہے اس ہاتھ کو ہی کاٹ دیا جائے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

والسارق والسارقة فاقطعوا ايديهما جزاء بما كسب نكالا من الله والله عزيز حكيم (مائده)

چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت دونوں کے ہاتھ اللہ کی طرف سے ان کے کردار کے عوض بطور سزا کے کاٹ ڈالو۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے آپ نے فرمایا ہم سے عہد کرو کہ تم شرک چوری اور بدکاری نہ کروگے پھر آیت پڑھی جو کوئی یہ عہد پورا کرے گا تو اس کی مزدوری خدا کے ذمے ہے اور جو ان میں سے ایک کام کا مرتکب ہوا اور اس کی سزا اس کو دے دی گئی تو اس کے گناہوں کا کفارہ ہوگیا اور اگر تم میں سے کسی ایک نے گناہ کا ارتکاب کیا اور خدا نے اس کو چھپایا تو خدا کے ہاتھ میں ہے چاہے معاف کردے چاہے سزادے (بخاری)

چور بہت بڑا مجرم ہے کہ وہ خدا کے ہر جگہ حاضر وناظر ہونے پر یقین نہیں رکھتا یا کم از کم یہ کہ فعل کے ارتکاب کے وقت اس کا یقین مانند پڑجاتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ جب انسان نہیں دیکھتے تو خدا بھی ہمیں نہیں دیکھتا ہے اسی لئے رحمت دوعالم نے فرمایا چور جب چوری کرتا ہے تو اس میں ایمان نہیں رہتا (بخاری) یاد رہے کہ ہاتھ اس وقت کاٹا جائے گا جب چوری کا مال ایک حد کو پہنچے گا۔

شراب نوشی کی سزا:

نشہ آور چیز کا نام شراب ہے اور شراب کا پینا شرعاً واخلاقاً جرم ہے شرابیوں کی بھی سزا مقرر کی گئی ہے ان کو سمجھایا جائے اگر اس سے باز نہ آئیں تو اسی درے لگائے جائیں تا کہ شراب پینے کا مزہ مل جائے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اے ایمان والو!! شراب اور جوا اور بت کے چڑھاوے اور پانسے گندے کام ہیں شیطان کے ہیں ان سے بچتے رہو شاید تمہارا بھلا ہو شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ تمہاری آپس میں شراب اور جوئے سے دشمنی ڈال دے اور تم کو اللہ کی یاد سے اور نماز سے روک دے پس کیا تم باز آتے ہو (مائدہ)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے شراب کی حرمت کے اسباب بھی بتادیئے ہیں اول یہ کہ یہ شیطان کا کام ہے دوسرا یہ کہ اس کو پی کر بہت سے ضروری کاموں سے انسان غافل ہوجاتا ہے اس دنیاوی نقصان کے ساتھ آخرت کا

سب سے بڑا نقصان ہے اور شراب پینے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ جب کوئی مومن شراب پینے لگتا ہے تو اس کا ایمان نکل جاتا ہے (بخاری) اور فرمایا کہ جو شراب پیتا ہوا مر جائے اسے جہنم میں جہنمیوں کی گندگیاں پلائی جائیں گی۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: الخمر وجماع الاثم والنساء حبالة الشیطن وحب الدنیا راس کل خطیئة

شراب تمام گناہوں کا مجموعہ ہے اور عورتیں شیطان کی رسیاں ہیں اور دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے (ترغیب وترہیب)

اخروی دنیا کے علاوہ دنیاوی سزا بھی ہے کہ اگر شراب پینے والا گرفتار ہوجائے تو اسے اسی درے لگائے جائیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من شرب الخمر فاجلدوہ فان عاد فی الرابعة فاقتلوہ۔

یعنی اگر کوئی شراب پیئے تو گرفتاری پر اس کو اسی کوڑے لگائے جائیں پس اگر سرکشی اور عناد سے چار مرتبہ اس فعل شنیعہ کا مرتکب ہو تو اس کو قتل کر دیا جائے (مشکوٰۃ، ترمذی)

اسی طرح سے دوسرے جرائم پیشہ لوگوں کو سزا دی جائے تو انشاء اللہ امن ہی امن پیدا ہوگا اور عدل وانصاف کی جلوہ گری نظر آئے گی کسی پر ظلم وزیادتی نہ ہو اور اپنے پرائے کے ساتھ کوئی امتیاز اور رعایت نہ ہو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اے ایمان والو!! تم للٰہیت کے ساتھ انصاف کو جاری رکھتے ہوئے اللہ کے گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں بے انصافی پر آمادہ نہ کرے انصاف کرو یہی انصاف پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو وہ یقیناً تمہارے عملوں سے واقف ہے (سورہ مائدہ)

اس آیت میں انصاف کو اقرب الی التقوی فرمایا گیا ہے اور تقویٰ کے درجے تک پہنچ کر انسان صحیح معنوں میں انسان کامل بن جاتا ہے متقی آدمی نہ کسی پر ظلم کرتا ہے اور نہ عداوت ودشمنی پر آمادہ کرتا ہے عدل کا تقاضا یہی ہے کہ دشمن کے ساتھ انصاف کرے اور انصاف کی راہ میں کسی کی دشمنی آڑے نہ آسکے۔ انصاف وعدل، دوستی ودشمنی سے بالاتر ہے بلکہ انصاف کا یہ تقاضا ہے کہ دشمن کے ساتھ سب سے پہلے انصاف کیا جائے تاکہ قیام عدل کے ساتھ انصاف کرنے والے کا امتحان ہوجائے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اے ایمان والو! تم انصاف کی حمایت میں کھڑے ہو جاؤ اللہ کے لئے گواہ ہو کر اگرچہ تمہارا اس میں نقصان ہی ہو یا ماں باپ یا رشتہ اروں یا عزیزوں کا اگر وہ دولتمند یا محتاج ہیں تو اللہ تم سے زیادہ ان کا خیرخواہ اور ہمدرد ہے لہٰذا عدل وانصاف کی حمایت تمہارا مقصد ہو جو کچھ کہو یا کرو خدا کیلئے کہو۔ عدل وانصاف کے فیصلے اور گواہی میں نہ تو اپنے نفس کا خیال درمیان میں آئے اور نہ عزیزوں اور قرابت داروں کا۔ آیت مذکور کا اشارہ ادھر بھی ہے کہ جو گواہ کسی فریق کو نفع پہنچانے کی غرض سے طرفدارانہ گواہی دیتا ہے کہ اس حمایت میں مجھے ثواب ملے گا تو وہ غلطی میں مبتلا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی اس کا نگران نہیں ہوسکتا۔ اس لئے نہ گواہ کی طرفداری کے ذریعے اپنی منفعت کا خیال دل میں لانا چاہئے بلکہ دونوں کو اپنا معاملہ خدا کے سپرد کر دینا چاہئے کہ وہی سب سے بہتر اور سب سے بڑھ کر ولی اور حمایتی ہے۔

لوگ عدل وانصاف کے فیصلہ یا گواہی میں اس لئے غلط بیانی کرتے ہیں کہ جس فریق کی طرفداری مقصود ہے اس کو فائدہ پہنچ جائے تو ارشاد ہوا کہ اللہ امیر وغریب دنوں کے حق میں تم سے زیادہ خیرخواہ ہے تمہاری نظر تو آس پاس تک جاکر رہ جاتی ہے اور اللہ کی نظر میں سب کچھ ہے وہ سب کچھ دیکھ کر اور سب کچھ جان کر اپنے بندوں کے ساتھ وہ کرتا ہے جس میں ان کی بھلائی ہوتی ہے غور کیجئے ان لفظوں میں عدل وانصاف کا فلسفہ کس خوبی کے ساتھ ادا کیا گیا ہے کم حوصلہ اپنے فیصلہ اور اپنی گواہی میں کسی خاص انسان کی بھلائی کیلئے جھوٹ بولنا یا غلط بیانی کرتا ہے تو سمجھتا ہے کہ اس کو اس سے فائدہ پہنچے گا حالانکہ عالم الغیب کے سوا کس کو معلوم ہوسکتا ہے کہ آگے چل کر اس کیلئے کیا چیز مفید ٹھہرے گی۔ پھر ایک اور حیثیت سے دیکھئے کہ بالفرض ایک خاص آدمی کو طرفداری سے فائدہ پہنچا بھی دیا تو کیا یہ سچ نہیں کہ اس نے اس طرح حقیقت میں سچائی کا خون کر کے نظم عالم کو ابتر کرنے کی کوشش کی اور ظلم کی بنیاد رکھی جس سے عالم کے امن وامان کے درہم برہم ہوجانے کا خطرہ ہے غلط گو انسان کی محدود نظر میں صرف ایک جزئی واقعہ کے نفع ونقصان کا خیال ہے اور اللہ کے عدل وانصاف کے حکم میں سارے عالم کی خیرخواہی کا بھید چھپا ہے جس کا ایک فرد وہ خاص انسان بھی ہے انسان کے ہر فرد اور جماعت بلکہ حکومت اور سلطنت میں عدل وانصاف ایک اہم ضرورت ہے بہرحال امن، عدل وانصاف ہی سے قائم رہ سکتا ہے۔ خلاف عدل موجب فساد ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو امن وامان قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور عدل وانصاف پر تاقیامت قائم رکھے۔ آمین